ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

صفات متشابہات کی مختلف تعبیرات: کاندھلوی اور شفیع عثمانی کے مابین تقابلی جائزہ

An Analysis of Interpretations of Similar Attributes :A Comparative Study between Kandhalvi and Shafi Usmani

عائشہ سعید: ایم فل اسلامک سٹڈیز یونیورسٹی آف سیالکوٹ۔ پاکستان

ڈاکٹر نعیم قیصر الازہری: اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامک سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ یونیورسٹی آف سیالکوٹ۔ پاکستان

ABSTRACT

The verses of the Holy Quran, in respect of their understanding and determination of meanings, are divided into two categories: 1. Mahakam (clear) 2. Mustahab (Allegorical), people who have crookedness in their hearts follow behind similar verses. Studying the opinions of commentators such as Yadullah, Waja Allah Sac, etc., revealed that no one knows the meaning of similar verses except Allah and the Messenger. True scholars always follow the clear verses, while the seditionists invite people to go astray by telling the apparent meaning of the similar verses. I have adopted analytical method in this article by analyzing the interpretations of the mentioned scholar. This article may open the door of research on the other aspects of his scholarly services. Finally, the conclusions and recommendations are written.

Keywords: *similar verses, Molana Idris Kandhalvi, Mufti Muhammad shafi Usmani, interpretations of similitudes, comparative study.*

تعارف:

عصر حاضر میں جب بھی فتنہ رونما ہوتا ہے تو وہ قرآن کریم کی آیات کی تفسیر کو اپنی لاعلمی کی بنیاد پر غلط دلائل کو اپناتا ہے۔ ہر زمانے میں یہ فتنے رونما ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہو رہے ہیں۔ باطل کو مٹانے کے لیے مفسرین اور محدثین نے قلم اٹھایا اور اسکو روکا۔ اس لیے میں نے بھی اس کار خیر میں حصہ ڈالنے کی ایک ادنیٰ کوشش کی۔ قرآن مجید ایسی کتاب ہے۔ جس کو دوست بنا کر ہر انسان دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ نے دو طرح کی آیات نازل کیں ہیں: 1۔ **محکمات** 2۔ **متشابہات** ۔ اہل علم آیات محکمات پر عمل کرتے ہیں۔ جبکہ فتنہ پسند لوگ آیات متشابہات کا ظاہری معنی بتا کر لوگوں کو گمراہی کی دعوت دیتے ہیں۔ علماء متقدمین آیات متشابہات میں غور و فکر نہیں کرتے تھے اور نہ کسی کو ان کا معنی بتا کر گمراہ کرتے تھے۔ لیکن متاخرین نے جب یہ دیکھا کہ فتنہ پسند لوگ اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں مثلا "وجہ اللہ" سے اللہ کا چہرہ بیان کرتے ہیں" ید اللہ" سے اللہ کا ہاتھ ثابت کرتے ہیں تو اس موقع پر علماء نے مسلمانوں کے لیے ان آیات کی تاویلات کیں، اور یہ بتا دیا کہ ان آیات کا مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ عصر حاضر میں اس کی سخت ضرورت ہے کہ صحیح موقف کو منظر عام پر لایا جائے اور عوام الناس کو مطلع کیا جائے کہ محکم اور واضح احکامات پر عمل کریں۔ اسی لیے اس آرٹیکل میں جن بنیادی سوالات کی تحقیق کی گئی ہے وہ درج ذیل ہیں۔

1: صفات متشابہات سے کیا مراد ہے، اور اسکی کتنی اقسام ہیں؟۔

2: مفتی شفیع عثمانی کے نزدیک صفات متشابہات کی تعبیرات کیا ہیں؟

3: مولانا ادریس کاندھلوی کے نزدیک صفات متشابہات کی تعبیرات کیا ہیں؟

JAHAN-E-TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

سابقہ کام کا جائزہ:

یہ ایسا موضوع ہے جس پر پاکستان کی مختلف یونیورسٹیز میں کام ہو چکا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

ا۔ صفات متشابہات کو مولانا محمد سفیان نے تالیف کیا جسے مکتبہ فاروقیہ کراچی (پاکستان) والوں نے نشر کیا۔ اس میں انھوں نے مختلف کتابوں کا مطالعہ کر کے صفات متشابہات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا۔ اور علماء متقدمین اور متاخرین کے نظریات کا تقابل کیا۔

۲۔ ڈاکٹر مفتی عبد الواحد نے صفات متشابہات تصنیف کی یہ جامعہ لاہور (پاکستان) کے مصنف ہیں اس کاوش کو مجلس اسلامیہ کراچی والوں نے نشر کیا ۔ یہ خداداد کاوش ہے۔ جس میں ڈاکٹر نے صفات متشابہات کو تفصیلا بیان کیا۔ اور سلفی عقائد پر روشنی ڈالی۔

۳۔ صفات متشابہات کی بحث: مولانا شیخ سلیم اللہ خان نے یہ آرٹیکل 2017 میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد (پاکستان) میں مکمل کیا۔ اس میں مولانا نے صفات متشابہات کی بحث کی۔ جس میں بیانی تجزیہ کو علوم عصریہ کی روشنی میں پیش کیا۔

اس لیے میرا موضوع مفتی شفیع عثمانی اور مولانا ادریس کاندھلوی کے نزدیک صفات متشابہات کی تعبیرات کا جائزہ ایسا موضوع ہے جو تحقیق کا طالب ہے کیونکہ کسی محقق نے اس پر مستقلاً کوئی تحقیقی مقالہ پیش نہیں کیا۔

صفات متشابہات کا مفہوم:

صفات متشابہات قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہیں ان کے متعلق صرف اتنا علم ہے کہ: صفت باری تعالیٰ کی نسبت اللہ کی طرف ہے۔ اسکا ظاہری اور حقیقی معنیٰ اللہ اور رسول کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ قرآن میں "ید" کا لفظ آیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی[1] فرماتے ہیں کہ اس "ید" سے وہ ہاتھ مراد نہیں جس کا ہم تصور کرتے ہیں، بلکہ یہ ایک صفت باری تعالیٰ ہے۔

لغت کے اعتبار سے اسکا مصدر (ش۔ ب۔ ہ) ہے۔ جبکہ اصطلاح میں فقہاء نے تعریف کی ہے: "مالا ينبئ ظاهره عن مراده" یعنی وہ کلام جس کا معنی ظاہری اس کے معنٰی مراد کی خبر نہ دے۔[2]

آیات متشابہات سے مراد وہ آیات ہیں جن میں انسانی حواس سے متعلق حقیقتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ حقیقتیں چونکہ براہ راست انسان کے تجربے اور مشاہدے میں نہیں آتی ہیں، اور اس بنا پر انسانی زبان میں انکے لیے ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں جو انہی کے لیے وضع کیے گئے ہوں، اس لیے لامحالہ انکو بیان کرنے میں وہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جو انسان نے دراصل محسوس اشیاء کے لیے وضع کیے ہیں۔ مثلاً اللہ کے لیے زندگی، بینائی، سماعت، وغیرہ الفاظ کا استعمال، یا اسکے لیے عرش، کرسی ثابت کرنا اور یہ کہنا کہ وہ آسمان میں ہے، یا یہ کہنا کہ وہ محبت کرتا ہے، یا غضب ناک ہوتا ہے۔ اسطرح کے

---

1 : ابن حجر (۱۳۷۲-۱۴۴۹) آپ بڑے علماء میں سے ایک تھے۔ آپ کی پیدائش اور وفات قاہرہ میں ہوئی۔ آپ عبد الرحیم عراقی کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔ جلال الدین سیوطی آپ کے شاگرد تھے، جنہوں نے, الاتقان فی علوم القرآن تصنیف کی۔ آپ عالم، فقیہ، مفسر قرآن، قاضی، محدث، مورخ اور شاعر تھے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۱۵۰ سے اوپر بتائی جاتی ہے، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ: اصحاب رسول کے متعلق ایک جامع انسائیکلوپیڈیا ہے جو اب اُردو میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ بلوغ المرام: بلوغ المرام اصل میں 1358 احادیثِ نبوی کا مجموعہ ہے

2: راغب اصفهانی، حسین بن محمد، المفردات فی الفاظ القرآن (الدار الشامیۃ۔ دار القلم، ۱۴۳۰ھ) ص: ۲۵۲

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

الفاظ حقیقت کا تصور تو دے سکتے ہیں، لیکن ان الفاظ کا پورا پورا تفصیلی تصور حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے قرآن نے انکی حقیقت جاننے سے منع کیا ہے۔[3]

صفات متشابہات کی انواع واقسام:

امام راغب اَصفہانی[4] نے متشابہات کی درجہ بندی کرتے ہوئے تین اقسام بیان کی ہیں۔

1۔ وہ متشابہات جنکی حقیقت سے واقفیت کا کوئی ذریعہ نہیں (اور انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا) مثلاً قیامت کا وقت اور دابۃ الارض کا خروج وغیرہ۔

2۔ وہ متشابہات جن سے انسان کی واقفیت ممکن ہے مثلاً غریب الفاظ اور احکام کی شرح و تفسیر وغیرہ

3۔ وہ متشابہات جو ان دونوں اقسام کے درمیان ہیں اور انکی حقیقت بعض علماء راسخین پر واضح اور دوسروں کے لیے مخفی ہو سکتی ہے حضور کی ابن عباس کے متعلق یہ دعا ہے: "اللهم فقهه في الدين وعلمه التأويل"[5] **ترجمہ:** "اے اللہ انہیں دین کی سمجھ عطا فرما اور تاویل سکھادے۔"[6] اور وقت قیامت کے بارے میں فرمانا: "ما المسؤول عنها بأعلم من السائل"[7]

امام مالک سے جب استواء کے بارے میں سوال کیا گیا تو انکا جواب یہ تھا: "الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والإيمان به واجب والسؤال عنه بدعة" **ترجمہ:** "استواء غیر مجہول ہے مگر اسکی کیفیت غیر معقول ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے مگر اسکے متعلق سوال و تحقیق بدعت ہے۔"[8]

قرآن پاک میں جو صفات مذکور ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ ایک وہ جن کے معنیٰ واضح ہیں، جیسے علم، قدرت، ارادہ، کلام وغیرہ ایسی صفات کو صفات محکمات اور واضحات کہتے ہیں۔

دوسری وہ جس کے معنیٰ میں خفا اور ابہام ہے۔ جیسے وجہ (منہ)، ید (ہاتھ)، نفس، عین (آنکھ)، ساق (پنڈلی)، قدم (پاؤں)، اصابع (انگلیاں)، عرش پر مستوی ہونا وغیرہ۔ ایسی صفات کو صفات متشابہات کہتے ہیں۔

---

[3]: مودودی، ابوالاعلیٰ۔ ترجمان القرآن (پاکستان: لاہور، اسلامی اکادمی، ستمبر ۱۹۳۲ء)۔ ج:۵، ص۷۹۔

[4]: راغب اصفہانی (۵۰۲ھ۔ ۱۱۰۸ء) آپ کا نام حسین بن محمد بن مفضل ابو القاسم اصفہانی ہے۔ آپ کا تعلق علمائے اَصبہان سے تھا۔ آپ بغداد میں رہے۔ آپ کے علم کی زیادہ شہرت ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ کو امام غزالی کے درجہ کے برابر تصور کیا جاتا تھا۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں۔ محاضرات الادباء، جامع التفاسیر، المفردات فی غریب القرآن۔

[5]: صبحی صالح، مترجم غلام احمد حریری، علوم القرآن، ص ۴۰۳۔

[6]: ابو القاسم، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن (بیروت: دار القلم، دار الشامیۃ، س/ن) ص: ۲۵۴۔ ۲۵۵

[7]: البخاری، محمد بن إسماعیل، الجامع الصحیح ا(بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ) کتاب الایمان، باب سؤال جبريل النبی ﷺ عن الايمان والإسلام والإحسان وعلم الساعة ج:۱، حدیث ۵۰۔

[8]: بیہقی، اَحمد بن حسین اَبو بکر، الاَسماء والصفات (سعودی عرب: مطبع السوادی، 1993م) 2/305

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

الآیة الأولی: وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ[9]

ترجمہ: اس کی کرسیء (سلطنت وقدرت) تمام آسمانوں اور زمین کو محیط ہے۔

مولانا ادریس کا موقف: مولانا ادریس کاندھلوی آیت الکرسی کے جز میں فرماتے ہیں کہ: اسکی ملکیت تمام کائنات کو محیط ہے، اس لیے اسکی کرسی جو عرش سے کم ہے، وہی تمام آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے اور اپنے اندر سمائے ہوئے ہے۔ جس طرح چاہے زمین وآسمان میں تصرف کرتا ہے۔

مفتی شفیع کا مؤقف: مفتی شفیع فرماتے ہیں کہ: اسکی کرسی بہت وسیع ہے، جسکے اندر تمام آسمان اور زمین موجود ہیں۔ اس قسم کی آیات کو اپنے معاملے پر قیاس نہ کیا جائے، اسکی کیفیت وحقیقت کا ادراک انسانی عقل سے بالاتر ہے، البتہ مستند روایات احادیث سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ: عرش اور کرسی بہت عظیم الشان جسم ہیں، جو تمام آسمان اور زمین سے بڑے ہیں۔

تفسیری اقوال:

1۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ: ساتوں آسمان کرسی کے اندر ایسے ہیں جیسے کسی ڈھال میں سات درہم ڈال دیئے جائیں۔

2۔ کرسی کی اضافت اور نسبت اللہ کی طرف ایسی ہے جیسے: عرش اللہ اور بیت اللہ کی نسبت ہے، بظاہر یہ کوئی خاص قسم کی تجلی ہے، اور جس طرح تجلیات کی انواع واقسام میں ہر شے کی تجلی علیحدہ ہے، اسطرح عجب نہیں عجب نہیں کہ: کرسی اور اور عرش کی تجلیات علیحدہ علیحدہ ہوں اور ایک دوسرے سے ممتاز ہوں۔

3۔ جمہور سلف کے نزدیک آیت میں کرسی سے ظاہری معنی مراد ہیں۔

4۔ بعض علماء کے نزدیک کرسی اسکی عظمت اور سلطنت کی تصویر اور محض ایک مثال ہے۔ ورنہ درحقیقت نہ کوئی کرسی ہے اور نہ وہاں کوئی بیٹھنے والا ہے، اور یہ ضروری نہیں کہ: ہر لفظ سے حقیقی معنٰی مراد لیے جائیں، قرآن کریم میں بہت سی جگہ مجازی اور کنائی معنٰی مراد لیے گئے ہیں۔

5: ابن کثیر نے حضرت ابوذر غفاری سے نقل کیا ہے کہ: انھوں نے حضور سے دریافت کیا کہ کرسی کیا اور کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے کہ: ساتوں آسمان اور زمین کی مثال کرسی کے مقابلے میں ایسی ہے۔ جیسے: ایک بڑے میدان میں کوئی حلقہ انگشتری جیسا ڈال دیا جائے۔[10]

6۔ دوسری روایات میں ہے کہ: عرش کے سامنے کرسی کی مثال بھی ایسے ہی ہے، جیسے ایک بڑے میدان میں "انگشتری کا حلقہ"۔

تجزیہ: میری عاجزانہ رائے کے مطابق کرسی کی حقیقت وکیفیت سے ہم ناواقف ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ: اس کرسی کا سائز کیا ہے؟ (وہ چھوٹی ہے یا بڑی) اسکی تصویر کیسی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں، جنکی کھوج نکلنے سے انسان کا ایمان تو کمزور پڑتا ہے، اور ساتھ ہی معاشرے میں فساد برپا ہوتا ہے۔

ترجیح: میری رائے کے مطابق مفتی شفیع کی تفسیر راجح ہے۔ کیونکہ انھوں نے دوسرے مفسرین کے تفسیری اقوال درج کیے ہیں۔

1: البقرۃ:2:255

[10]: ابن کثیر: (۷۰۱۔۷۷۴ھ) ابو الفدا عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر بن زرع قرشی بصری دمشقی، ایک جلیل القدر امام، عالم، حافظ، مفسر، مؤرخ، اور شافعی فقیہ تھے۔ آپ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں، مثلا: تفسیر ابن کثیر اور البدایہ والنھایہ وغیرہ (ابن عماد الحنبلی: شذرات الذھب ۶۸۔۱)

الآیۃ الثانیۃ: قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ[11]

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے (ہدایت کی) نشانیاں آچکی ہیں پس جس نے (انہیں نگاہِ بصیرت سے) دیکھ لیا تو (یہ) اس کی اپنی ذات کے لئے (فائدہ مند) ہے۔

مولانا ادریس کا مؤقف: مولانا ادریس کا مؤقف یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ اس آیت میں منکرین نبوت کے شبہات کا جواب دیتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ: دیکھو: تمہارے پاس حق پہنچ گیا ہے۔ پس جو مانے گا وہ فائدے میں رہے گا اور جو نہیں مانے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا

مفتی شفیع کا مؤقف: مفتی شفیع کا مؤقف ہے کہ: جب آیت قرانی سے معلوم ہوا، انسان اللہ کو نہیں دیکھ سکتا۔ تو پھر قیامت میں کیسے دیکھے گا؟ اس کا جواب ہے کہ: حق تعالیٰ کی زیارت ناممکن ہے، بلکہ معانی یہ ہیں کہ: انسانی نگاہ اسکی ذات کا احاطہ نہیں کرسکتی، کیونکہ اسکی ذات غیر محدود ہے اور انسان کی نگاہ محدود ہے۔

تفسیری اقوال:

۱۔ لفظ بصائر، بصیرت کی جمع ہے جس سے مراد عقل و دانش یعنی وہ قوت جس کے ذریعہ سے انسان غیر محسوس چیزوں کا علم حاصل کرسکتا ہے۔

۲۔ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس قرآن آیا، رسول آئے، آپ کے معجزات آئے، یہ سب حق بینی کے ذرائع ہیں۔

۳۔ مشرکین عرب شبہ پیش کرتے تھے کہ: حضور امی ہیں، آپ نے علماء اہل کتاب سے مضامین پڑھ کر اور ان سے انبیاء سابقین کے قصص کو سن کر یاد کرلیا ہے۔ آپ ان سے پڑھ کر اور سن کر ہمارے سامنے بیان کردیتے ہیں ورنہ آپ کو انبیاء سابقین کے حالات کا کیا علم ہوسکتا ہے۔

تقابل: اس آیت میں شبہات پائے جارہے ہیں اسوجہ سے اسے صفت متشابہ قرار دیا ہے، ایک کے نزدیک قرآن واحادیث کے وہ احکامات ہیں، انکے مطابق جو ان پر عمل کرے گا وہ فلاح پائے گا اور جو عمل نہیں کرے گا وہ نقصان کرے گا۔ مفتی شفیع پچھلی آیت سے ملاکر تفسیر کرتے ہیں کہ: جب اللہ کی زیارت سے محروم ہیں، تو قیامت میں کیسے دیکھیں گے۔

تجزیہ: میری عاجزانہ رائے کے مطابق مولانا ادریس کی تفسیر راجح ہے، کیونکہ انھوں نے موقع کی مناسبت سے بات کی ہے، جبکہ مفتی شفیع نے پچھلے احوال کی چھیڑ چھاڑ کی ہے۔

ترجیح: مولانا ادریس نے تفسیری اقوال درج کیے ہیں، اس وجہ سے انکی تفسیر راجح ہے۔

الآیۃ الثالثۃ: اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى[12]

ترجمہ: (وہ) نہایت رحمت والا (ہے) جو عرش (یعنی جملہ نظام ہائے کائنات کے اقتدار) پر (اپنی شان کے مطابق) متمکن ہوگیا۔

مولانا ادریس کا مؤقف: مولانا ادریس کاندھلوی نے اس آیت کو متشابہ قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایسی آیات اور احادیث جس میں استواء علی العرش استعمال ہوا ہے انکی تفسیر میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ استواء علی العرش کا لفظ قرآن میں ۷ جگہ آیا ہے۔ ۱۔ سورۃ اعراف میں ۲۔ سورۃ یونس

---

[11]: سورۃ انعام: ۶: ۱۰۴

[12]: سورۃ طہ: ۲۰، ۵

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

میں۔۳۔ سورۃ رعد میں۔۴۔ سورۃ طہ میں۔۵۔ سورۃ فرقان میں۔۶۔ سورۃ سجدہ میں۔۷۔ سورۃ حدید میں۔ تمام اہل اسلام کا اجتماعی عقیدہ یہ ہے کہ: اللہ کے لیے نہ کوئی حد ہے اور نہ ہی مکان اور سمت وجہت ہے۔

اسکی ہستی سمت وجہت، مکان وزمان کے قیود وحدود سے پاک ہے، کیونکہ جب مکان وزماں نہیں تھے وہ اسوقت بھی تھا اب ہیں تب بھی موجود ہے۔ وہ زمین وآسمان، عرش وکرسی پیدا کرنے سے پہلے جس صفت وشان پر تھا آج بھی اسی صفت وشان پر ہے۔ معاذ اللہ: عرش عظیم خدا کا حامل نہیں بلکہ خدا کی قدرت اور رحمت عرش کو اٹھائے ہوئے ہے۔ وہ ذرہ برابر عرش وفرش کا محتاج نہیں بلکہ سب اسکے محتاج ہیں۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ استواء علی العرش سے عرش پر بیٹھنا اور متمکن ومستقر ہونا مراد نہیں بلکہ کائنات عالم کے تدبیر اور تصرف کی طرف متوجہ ہونا مراد ہے۔

مفتی محمد شفیع کا موٗقف: مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ: استویٰ کے لفظی معنی قائم ہونے اور عرش شاہی تخت کو کہا جاتا ہے اب یہ عرش کیسا اور کیا ہے، اور اس پر قائم ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اس کے بارے میں صحیح مسلک وہ ہے جو سلف صالحین، صحابہ وتابعین اور صوفیاء کرام سے منقول ہے۔ کیونکہ انسانی عقل اللہ کی ذات وصفات کی حقیقت کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے، اسکی کھوج نکالنا مضر ہے، ان پر ایمان لانا چاہیئے کہ ان الفاظ سے جو مراد ہے وہ صحیح اور حق ہے، اور خود کوئی معانی ایجاد نہ کرے۔

حضرت امام مالک سے ایک شخص نے سوال کیا کہ استواء علی العرش کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ لفظ استواء کے معانی تو معلوم ہیں، اسکی کیفیت اور حقیقت کا ادراک عقل انسانی نہیں کر سکتی، اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اسکے متعلق کیفیت وحقیقت کا سوال کرنا بدعت ہے، کیونکہ صحابہ کرام نے رسول اللہ سے ایسے سوالات نہیں کیے، سفیان ثوری، امام اوزاعی، لیث بن سعد، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ جو آیات اللہ کی ذات وصفات کے متعلق ہیں کسی تشریح وتاویل کے بغیر ان پر ایمان لانا چاہئے[13]

فرقہ مجسمہ ومشبھہ اور کرامیہ: یہ گروہ کہتا ہے کہ: استواء علی العرش کے معنی تخت پر بیٹھنے کے ہیں، جس طرح دنیا کا بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہے اسی طرح اللہ عرش پر بیٹھا ہے، اسکے نزدیک استواء کے معانی تمکن، استقراء اور قعود کے ہیں۔

اہل حق: اہل حق کہتے ہیں کہ اللہ پاک ہے کہ وہ کسی عرش وتخت پر یا کسی جسم پر متمکن اور مستقر ہو (جس طرح بادشاہ کو کہا جاسکتا ہے کہ وہ تخت یا چارپائی پر بیٹھا ہے، خدا کو ایسا کہنا جائز نہیں) اسکی درج ذیل وجوہات ہیں۔

1: خدا کسی جسم اور محل پر متمکن اور مستقر ہو تو اسکا مقداری ہونا لازم آئے گا۔

2: جو چیز کسی مکاں یا جہت میں ہو گی وہ محدود اور متناہی ہو گی اور اطراف وجوانب میں محصور ہو گی اور جو محدود ومحصور ہے وہ مخلوق ہے۔

3: وَ هوَ مَعَكُم أينَ مَا كُنتُم[14] یہ آیت استواء علی العرش کے معارض پڑے گی کیونکہ جب اللہ کی ذات ہر جگہ موجود ہے تو عرش کی خصوصیت باطل ہوئی۔

4: حدیث ہے کہ: اللہ ہر رات آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے اگر اسکو ظاہر پر محمول کیا جائے تو لازم آئے گا کہ معاذ اللہ: خدا کبھی عرش پر بیٹھتا ہے اور کبھی نیچے اترتا ہے حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ اللہ نقل وحرکت سے پاک ہے۔ خدا کا مکاں وجہت سے پاک ہونا دلائل عقلیہ سے ثابت ہے۔

[13]: ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری (کراچی: دارالاشاعت، ۲۰۱۰) ۲/ ۱۲۳

[14]: سورۃ حدید: ۵۷، ۴

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

تأویل کی اقسام:

1۔ استواء کے معانی علو اور ارتفاع کے ہیں اور استواء علی العرش سے علو مرتبت اور رفعت شان خداوندی کو بیان کرنا مقصود ہے۔

2: استواء علی العرش کے معانی ہیں کہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے بعد اللہ تمام کائنات کی تدبیر اور تصرف کی طرف متوجہ ہوا جیسا کہ سورۃ یونس میں استواء علی العرش کے بعد تدبیر عالم کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ تمام عالم میں مدبر وہی خالق سموات و أرضین ہے اور وہی تمہارا رب ہے، لہذا اسکی عبادت کرو اور اسکے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ۔

تجزیہ:

میری ناقص رائے کے مطابق مفتی شفیع اعظم نے تفصیل سے بات نہیں کی جبکہ مولانا ادریس کاندھلوی نے اس پر تفصیلا روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے قرآنی آیات، احادیث، متقدمین و متاخرین کے اقوال، فرقوں کے دلائل اور تاویلات کو سامنے رکھتے ہوئے آیت کی تفسیر پیش کی ہے۔

ترجیح:

میری ناقص رائے کے مطابق مولانا ادریس کاندھلوی کی تفسیر راجح ہے۔ کیونکہ انھوں نے مختلف دلائل پیش کیے ہیں جبکہ مفتی شفیع نے صرف امام مالک کی رائے کا حوالہ دے کر بات مکمل کر دی ہے۔

الآیۃ الرابعۃ: كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ[15]

ترجمہ: اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے۔

مولانا ادریس کاندھلوی کا مؤقف: مولانا ادریس فرماتے ہیں کہ: خدا کو خدا اس وجہ سے کہتے ہیں، اسکا وجود ذاتی ہے وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اور اس کے سوا جو چیز بھی موجود ہے اسکا وجود فانی ہے۔ علامہ سیوطی[16] فرماتے ہیں کہ: قیامت کے دن نفخ صور کے وقت ہر چیز پر فنا طاری ہو جائے گی۔ مگر 8 چیزیں فنا اور ہلاکت سے مستثنیٰ ہونگی۔ وہ آٹھ چیزیں درج ذیل ہیں۔

1۔ عرش، 2۔ کرسی، 3۔ دوزخ، 4۔ بہشت، 5۔ عجب الذیب (ریڑھ کی ہڈی، 6۔ ارواح، 7۔ لوح، 8۔ قلم۔ یہ چیزیں محض اللہ کی قدرت سے ہلاک ہونے سے بچ جائیں گی۔

مفتی شفیع کا مؤقف: مولانا شفیع فرماتے ہیں کہ اس آیت کے جز سے یہ معلوم ہوا، ہر چیز فنا ہو جائے گی، صرف اسکی ذات ہوگی اور کوئی عبادت کرنے والا بھی نہیں ہوگا۔

15: سورۃ قصص: ۲۸:۸۸

16: علامہ سیوطی (۱۴۴۵ء۔۱۵۰۵ء) آپ کا نام عبدالرحمان، عرف ابن کتب تھا۔ آپ ایک مفسر، محدث، فقیہ اور مورخ تھے۔ آپ کی کثیر تصانیف ہیں، آپ کی کتب کی تعداد 500 سے زائد ہے۔ تفسیر جلالین اور تفسیر در منثور کے علاوہ قرآنیات پر الاتقان فی علوم القرآن علما میں کافی مقبول ہے اس کے علاوہ تاریخ اسلام پر تاریخ الخلفاء مشہور ہے۔

تفسیری اقوال:

1۔كُلُّ شَىۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَه، اس آیت میں وجھ سے مراد حق سبحانہ وتعالی ہے اور معانی یہ ہیں، کہ:اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک وفنا ہونے والی ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ وجہہ سے مراد وہ عمل ہے جو خالص اللہ کے لیے کیا جائے، مطلب یہ ہے کہ جو عمل اللہ کے لیے اخلاص کے ساتھ کیا جائے وہ ہی باقی رہنے والا ہے باقی سب فانی ہے، واللہ اعلم۔

۲۔ ہر چیز اپنی ذات سے فانی ہے کوئی چیز اپنی قدرت سے اپنے لیے باقی رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی، یہ چیزیں قیامت کے دن اللہ کی قدرت سے فناء اور ہلاکت سے بچ جائیں گی۔(یہ وہ 8 چیزیں ہیں جن کا ذکر علامہ سیوطی نے کیا ہے) کسی ممکن کا وجود اسکا عدم، اسکی موت، اسکی حیات اختیار میں نہیں ہے۔

3۔اس آیت کی دوسری تفسیر ہے کہ: ہر عمل اور ہر کام فنا ہو جائے گا اور مٹ جائے گا مگر جو عمل خالصتا لوجہ اللہ کیا جائے وہ باقی رہے گا۔

تجزیہ: میری ناقص رائے کے مطابق مولانا ادریس کی تفسیر زیادہ اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ: انھوں نے تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول اپنایا ہے، اور مزید سمجھانے کے لیے علامہ سیوطی کے قول کا حوالہ پیش کیا ہے۔ اسکے برعکس مولانا شفیع نے صرف یہ کہہ کر بات مکمل کر دی ہے کہ سب چیزیں ہلاک ہو جائیں گی اور اللہ کی ذات باقی رہے گی۔

ترجیح: مولانا ادریس کاندھلوی کی رائے راجح ہے۔ کیونکہ انھوں نے دلائل سے بات کی ہے۔

الآية الخامسة: وَالسَّمٰوٰتُ مَطۡوِيّٰتٌۢ بِيَمِيۡنِهٖ [17]

ترجمہ: اور سارے آسمانی کرّے اُس کے دائیں ہاتھ (یعنی قبضۂ قدرت) میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

مولانا ادریس کا مؤقف: مولانا ادریس کاندھلوی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: قیامت کے روز تمام آسمان لپٹے ہوئے ہوں گے، جس روز اللہ کی یہ شان ہو گی۔ صور میں پھونک ماری جائے گی تو سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے، پھر اس صور میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو سب ہوش میں آنے کے بعد اپنی قبروں سے باہر نکل کر کھڑے دیکھتے ہوں گے۔ پھر اللہ زمین کی طرف تجلی فرمائیں گے، تو زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔

مفتی شفیع کا مؤقف: مفتی شفیع صاحب نے اسکو متشابہ آیت قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: اسکا علم صرف اللہ کو ہے۔ انھوں نے بتایا کہ قیامت کے دن آسمان دائیں ہاتھ میں ہونگے۔

تفسیری اقوال:

1۔ اکثر مفسرین کے نزدیک نفخ صور 2 مرتبہ ہے، اور احادیث میں بھی اسکا ثبوت ہے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ: "نفخۃ الصعق "یعنی مدہوشی کا صور، دوسرا ہو گا اور "ثم نفخ فیہ اخریٰ" کو تیسرا نفخ کہا۔

---

[17]: سورۃ زمر: ۳۹:۶۷

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

3۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ: ایک بار نفخ صور عالم کے فنا ہونے کا ہو گا اور دوسری بار زندہ ہونے کا اور یہ نفخۃ الصعق بعد حشر کے بیہوشی کا تیسری بار ہو گا ،اور چوتھی مرتبہ کے نفخ پر سب لوگ رب کے سامنے حاضر ہوں گے۔

4۔ قیامت کے روز زمین کا اللہ کی مٹھی میں ہونا اور آسمانوں کا لپیٹ کر اسکے داہنے ہاتھ میں ہونا اسلاف متقدمین کے نزدیک آیت متشابہات میں سے ہے ، جسکی حقیقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، پس اس پر ایمان لانا چاہیئے، اور جو بھی اللہ کی مراد ہے، وہ حق اور صحیح ہے۔

5۔ متاخرین نے اس آیت کو ایک تمثیل و مجاز قرار دے کر بتایا کہ: کسی چیز کا مٹھی میں ہونا اور دائیں ہاتھ میں ہونا کنایہ ہوتا ہے، اس پر قبضہ قدرت سے مراد مکمل قبضہ قدرت ہے۔

تقابل: مولانا ادریس کاندھلوی نے "والسموات مطویت بیمینه" کو متشابہ قرار دیا ہے، اور اسکو سمجھانے کے لیے مفسرین کے اقوال بیان کیے ہیں ،اور کہا کہ اسکے بارے میں غور و فکر کی ضرورت نہیں اس پر صرف ایمان لانا چاہیئے۔ مفتی شفیع نے بھی اسے متشابہ قرار دیا ہے، اور بتایا کہ متقدمین اس پر ایمان رکھتے تھے، اور کہتے تھے کہ جو اللہ نے فرمایا وہ حق ہے۔ جبکہ متاخرین کے نزدیک اسکے الفاظ واضح نہیں ہیں، اسلیے انکے نزدیک یہ مثال ہے۔

تجزیہ: میری ناقص رائے کے مطابق دونوں مفسرین کی بات کا مفہوم ایک ہی ہے، لیکن دونوں کے سمجھانے کا انداز مختلف ہے۔ ایک نے آیات اور احادیث کے حوالے پیش کیے جبکہ دوسرے مفسر نے متقدمین اور متاخرین کے بارے میں بتایا کہ وہ بھی صرف ایمان رکھتے تھے اسکے بارے میں بحث و مباحثہ نہیں کرتے تھے، ہمیں بھی ایمان رکھنا چاہیئے۔

الآية السادسة: يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ [18]

ترجمہ: ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے۔

مولانا ادریس کا مؤقف: مولانا ادریس نے آیت کے جزء کو پوری آیت سے ملایا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے ہیں اور جس وقت وہ بیعت کرتے ہوئے اپنا ہاتھ رسول خدا کے ہاتھ پر رکھتے ہیں تو اللہ کا ہاتھ اسکی شان کے مطابق ایمان لانے والے مسلمانوں کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔

مفتی شفیع کا مؤقف: مفتی شفیع نے بیان کیا ہے کہ: جو لوگ آپ سے حدیبیہ کے روز بیعت کر رہے ہیں کہ جہاد سے بھاگیں نہیں تو وہ واقعتاً اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔ (کیونکہ ان کا مقصد ہے کہ اللہ کے احکام مانیں گے) جب یہ بات ہے تو گویا خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

تفسیری اقوال:

1۔ اللہ کا ہاتھ متشابہات میں سے ہے۔ جسکی کیفیت و حقیقت کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ ا

2۔ جن لوگوں نے رسول سے بیعت کرنے کا ارادہ کیا (ان کا مقصد اللہ کے حکم کو ماننا اور اسکی رضا حاصل کرنا تھا) گویا انھوں نے اللہ سے بیعت کی تھی۔

3۔ جنھوں نے رسول کے ہاتھ میں ہاتھ دیا، اس سے مراد انھوں نے اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

---

[18]: سورۃ فتح: ۴۸:۱۰

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

4۔ جب لوگ حضور کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیعت کرتے تھے تو اسکا مطلب کہ وہ اللہ کے ساتھ بیعت کر رہے تھے۔ ارشاد ہے: مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ[19]

۵: حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے فرماتے تھے کہ: رسول اللہ نے ان صحابہ سے جو حدیبیہ مہں ہمراہ تھے، موت پر بیعت نہیں لی تھی، (کیونکہ مرنا تو مقصود نہیں تھا) بلکہ اس بات پر بیعت لی تھی کہ: ہم میدان جہاد سے نہیں بھاگیں گے۔

6۔ امام احمد بن حنبل نے" فَسَيُؤۡتِيۡهِ اَجۡرًا عَظِيۡمًا "کی تفسیر میں حضرت جابر کی حدیث سے روایت کی ہے۔ عن جابر رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال: "لا يدخل النار أحد ممن بايع تحت الشجرة"

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا یقینا کوئی شخص بھی جہنم میں نہیں جائے گا ان لوگوں میں سے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی، یعنی بیعت الرضوان میں شامل ہونے والا کوئی بھی شخص جہنم میں نہیں جائے گا۔[20]

تقابل: میری رائے کے مطابق دونوں مفسرین نے "ید اللہ" سے مراد بیعت (بیعت رضوان) لی ہے۔ مگر مفتی اعظم نے واضح الفاظ میں بتادیا ہے۔ کہ: "ید اللہ" (اللہ کا ہاتھ) کی کیفیت و حقیقت کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ یہ تشابہات میں سے ہے۔

تجزیہ: میری ناقص رائے کے مطابق مولانا ادریس کاندھلوی نے اپنی بات (آیات قرآنی، احادیث، آئمہ کے اقوال) کو دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے، جبکہ مولانا شفیع نے مختصر سی تفسیر پر اکتفاء کیا ہے۔

ترجیح: میری ناقص رائے کے مطابق مولانا ادریس کی تفسیر راجح ہے۔ کیونکہ مولانا نے اپنی بات کو قرآنی آیات، احادیث مطہرۃ اور اقوال آئمہ جیسے دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

الآية السابعة: وَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعۡيُنِنَا [21]

ترجمہ: اور (اے حبیبِ مکرّم! اِن کی باتوں سے غم زدہ نہ ہوں) آپ اپنے رب کے حکم کی خاطر صبر جاری رکھئے بیشک آپ (ہر وقت) ہماری آنکھوں کے سامنے (رہتے) ہیں۔

مولانا ادریس کا مؤقف: اے پیغمبر: آپ صبر کیجیے: اپنے رب کے فیصلہ کے لیے اور جو کچھ یہ لوگ سازشیں کر رہے ہیں۔ ان سے ہر گز بھی پریشان نہ ہوں، کیونکہ آپ تو ہماری حفاظت میں ہیں، پھر کس بات کا ڈر ہے؟

مفتی شفیع کا مؤقف: اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ: اپ کی حفاظت کا ذمہ ہم نے خود لیا ہے۔ پھر آپ لوگوں کی سازشوں سے کیوں ڈرتے ہیں۔

---

[19]: سورۃ نساء: ۴: ۸۰

[21]: سورۃ طور: ۵۲: ۲۸

تفسیری اقوال:

"فإنک بأعيننا" دشمنوں کی دشمنی اور مخالفت و تکذیب سے رسول اللہ کو تسلی دینے کے لیے فرمایا کہ: آپ ہماری حفاظت میں ہیں۔ ہم آپ کو انکے شر سے بچائیں گے، آپ انکی کسی بات کی پرواہ نہ کریں۔ جیسا کہ ارشاد ہے: "واللہ یعصمک من الناس"۔ اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائیں گے۔

تجزیہ:

میری عاجزانہ رائے کے مطابق جن کاموں کا اللہ نے ذمہ لیا ہے، ہمیں اسکی تحقیق نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ اللہ نے اپنے رسول کو تسلی دینے کے لیے فرمادیا کہ: آپ ہماری حفاظت میں ہیں۔ ہم آپ کو انکے شر سے بچائیں گے، آپ انکی کسی بات کی پرواہ نہ کریں۔

ترجیح:

میری رائے کے مطابق مفتی شفیع کی تفسیر راجح ہے۔ کیونکہ انھوں نے قرآنی آیات اور حدیث کا حوالہ دیا ہے۔

نتائج بحث:

اس مقالے سے جو نتائج اخذ ہوئے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ تشابہات کے ذریعے معلوم ہوا کہ انسان کا علم محدود ہے جبکہ کائنات کا علم وسیع ہے۔

۲۔ صفات تشابہات کے بارے میں کافی ابہام پائے جاتے ہیں۔

۳۔ تشابہات پر غور وفکر کرنے کی بجائے ان کا علم اللہ کے سپرد کریں تاکہ فتنہ وفساد نہ پھیلے۔

4: تشابہات کا مفہوم عربی زبان کے دقیق فہم کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

5: صفات تشابہات پر ایمان لا کر انکی حقیقت کا علم اللہ کے سپرد کیا جائے۔

سفارشات بحث:

اس مقالے کی روشنی میں درج ذیل سفارشات کی جاتی ہیں۔

۱۔ دیگر محققین تفسیر بیضاوی میں مذکور صفات تشابہات کو بیان کریں۔

۲۔ تفسیر ابن کثیر میں مذکور صفات کا تجزیاتی مطالعہ کریں۔

۳۔ دیگر محققین قرآن کریم میں مذکور صفات تشابہات کو عربی گرائمر کی روشنی میں بیان کریں۔

کتابیات:

1: القرآن الکریم

2: البخاری، محمد بن إسماعیل، الجامع الصحیح (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)

3: بیھقی، أحمد بن حسین أبو بکر، الأسماء والصفات (سعودی عرب: مطبع السوادی، 1993م)

4: ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری (کراچی: دارالاشاعت، 2010م)

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

5: جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن (لاہور: مکتبۃ العلم، ۷ فروری 2015م)

6: ابو القاسم، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن (بیروت: دار القلم، دار الشامیۃ، س/ن)

۷: راغب اصفہانی، حسین بن محمد، المفردات فی الفاظ القرآن (الدار الشامیۃ۔ دار القلم، ۱۴۳۰ھ)

۸: صبحی صالح، علوم القرآن، مترجم غلام احمد حریری (ملک سنز کارخانہ بازار، فیصل آباد)

۹: مودودی، ابو الاعلی۔ ترجمان القرآن (پاکستان: لاہور، اسلامی اکادمی، ستمبر 1932م)

۱۰: مولانا ابو حفص، اعجاز احمد اشرفی، صفات باری تعالٰی (لاہور: مکتبہ دار النعیم، جنوری ۲۰۱۶م)